Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

لاہوری گیٹ کا وہ مکان

محمد بلال فیاض

اُس جوڑے کی کہانی جو نئے مکان میں شفٹ ہوا تھا'
مگر وہ جگہ تو ہزاروں برس سے کسی اور ہی مخلوق کی آماجگاہ تھی

جیسے ہی اس نے کچن کی دہلیز پر قدم رکھا، وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ سامنے سلیب پر کوئی عجیب سی چیز پڑی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آگے بڑھی تو بے اختیار خوف کی ایک لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ سلیب پر چولہے کے پاس ایک بڑے سائز کی چمگادڑ بے حس و حرکت پڑی تھی۔ وہ الٹے قدموں واپس کچن کی دہلیز تک آئی۔ ایک ہاتھ سینے پر رکھے وہ یک ٹک پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ کالی سی وہ بدصورت چمگادڑ آخر آ کہاں سے سکتی تھی۔ کچن کے روشن دان میں جالی لگی ہوئی تھی۔ کچن سے باہر نکل کر اس نے ہر طرف کا جائزہ لیا۔ تمام کھڑکیاں اور روشن دان جالیوں سے پُر تھے۔ پھر یہ چمگادڑ؟ دماغ میں بہت سے سوالیہ نشان چکرانے لگے۔

''نسرین خالہ.....خالہ.....'' وہ چلائی۔ چہرے پر خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ خالہ ہاتھ میں جھاڑن پکڑے بھاگی بھاگی آئی تھی۔

''وہ.... وہاں.....وہ دیکھیے۔'' اس کے اشارہ کرنے پر خالہ کچن کی طرف بڑھی۔ قریب جا کر جانچتی نظروں سے وہ بغور اسے دیکھتی رہی۔

''خالہ قریب نہ جائیں، کہیں یہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔'' وہ کچن کی دہلیز پر کھڑی ہی ہدایات دے رہی تھی۔ اندر جانے کی اس میں ہمت نہ تھی۔

''ارے کچھ نہیں ہوتا بی بی جی۔'' کہہ کر وہ آگے بڑھی۔ ہاتھ بڑھا کر انگلی سے جیسے ہی اس چمگادڑ کو چھوا تو اگلے ہی لمحے وہ چمگادڑ حرکت میں آئی اور تیزی سے پھڑپھڑاتی ہوئی، نادیہ کے کندھے کو چھوتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اور کندھے کو چھوتے ہی جیسے اس کی جان نکل گئی تھی۔

کچن سے نکل کر وہ چمگادڑ کہاں غائب ہوئی اس بات کی فکر اس وقت کسے تھی۔ ایک زوردار چیخ تھی جو نادیہ کے حلق سے برآمد ہوئی تھی اور خالہ کچن میں اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

اس نے فوراً احمر کو فون کیا مگر وہ اپنے باس کے ساتھ کسی میٹنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے فوراً نہ آ سکا۔ حواس کچھ بحال ہوئے تو اس نے خالہ کے ساتھ مل کر گھر کا کونا کونا چھان مارا مگر وہ چمگادڑ تو یوں غائب ہوئی تھی جیسے سرے سے وہاں آئی ہی نہ ہو۔

www.urdupalace.com

''آخر چمگادڑ گئی تو گئی کہاں؟'' تھک ہار کر وہ صوفے پر ڈھے گئی۔ خالہ پاس ہی نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

''نجانے کہاں دفعان ہوئی..... میں نے تو اسے کچن سے نکلتے ہی دیکھا تھا..... اس کے بعد کا پتا نہیں۔'' خالہ نے ہاتھ نچا کر کہا۔ نادیہ کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں تھیں۔

''آپ لوگوں کے آنے سے پہلے یہ گھر کچھ عرصہ بند رہا تھا اور بند گھروں میں ایسی ویسی چیزیں نکل ہی آتی ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں بی بی جی۔'' خالہ کی اس بودی دلیل پر اس نے گھور کر اسے دیکھا کیونکہ پچھلے تین دن سے تو وہ خالہ کے ساتھ مل کر اس گھر کو صاف کر کر کے ہلکان ہو گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اب گھر شیشے کی طرح چمک رہا تھا۔

اور چمگادڑ کسی سوالیہ نشان کی طرح ہی رہی۔ وہ کہاں سے آئی اور کہاں گئی۔ یہ معمہ حل نہ ہو سکا۔

انہیں اس مکان میں شفٹ ہوئے تین دن ہی ہوئے تھے۔ اندرون شہر کے ایک بہتر محلے میں انہیں یہ مکان کافی سستے داموں مل گیا تھا۔ ابھی انہیں اس مکان میں آئے ایک دن ہی ہوا تھا جب اگلے دن صبح صبح بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی اور پھر دروازہ زور زور سے بجایا جانے لگا۔ ان کے اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد یہ پہلی اجنبی دستک تھی۔

''کون؟'' نادیہ نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھنا ضروری سمجھا کیونکہ احمر اس وقت ناشتا لینے باہر گیا ہوا تھا اور وہ گھر میں اکیلی تھی۔

''دروازہ کھولیں بی بی جی..... میں ہوں نسرین۔'' ایک شفیق زنانہ آواز آئی۔ اس نے پرسوچ انداز میں بند دروازے کو دیکھا۔ فی الوقت اس کے ذہن میں ایسی کوئی نسرین نامی خاتون نہ آسکی جسے وہ جانتی ہو۔

دروازہ ایک بار پھر بجایا گیا۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ درمیانی عمر کی ایک عورت نے نرم مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ساتھ ہی سلام جھاڑا۔

''سلام بی بی جی! میرا نام نسرین ہے.... اور ویسے

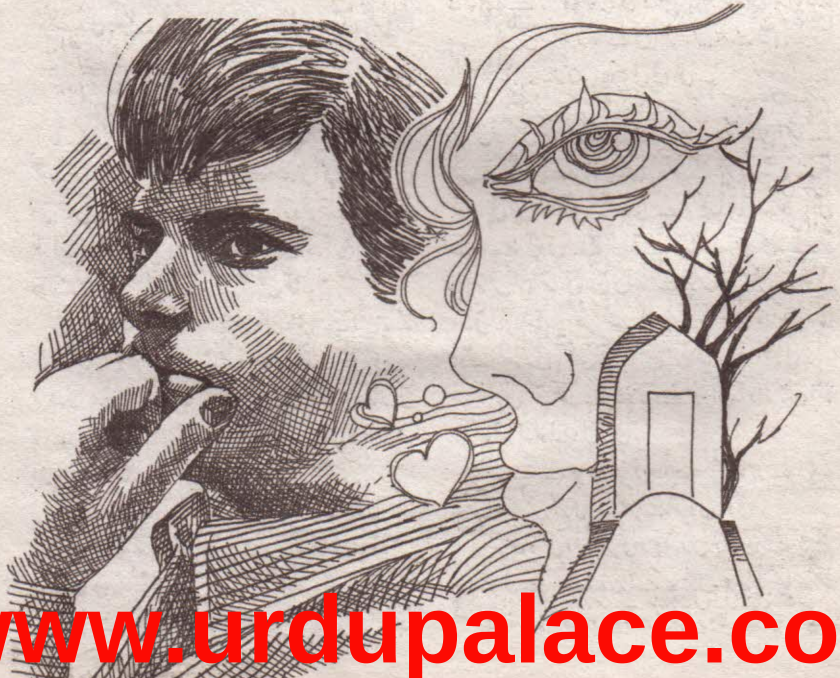

www.urdupalace.com

مجھے سب خالہ، خالہ کہتے ہیں۔ آپ لوگ شاید یہاں نئے شفٹ ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے جو باجی یہاں رہتی تھیں وہ تو مجھے اچھی طرح جانتی تھیں۔ میں اس گھر میں صفائی کرتی تھی، بلکہ کپڑے، برتن سب کچھ..... محلے داروں سے مجھے پتا لگا کہ یہ گھر پھر۔۔ آباد ہوگیا ہے تو سوچا کہ پوچھ لوں آپ کو گھر کے کام کاج کے لیے کسی عورت کی ضرورت ہے تو میں حاضر ہوں۔ بیوہ عورت ہوں جی..... اور یہی کام کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔" اس نے ایک ہی سانس میں سارا تعارف کرا ڈالا۔ وہ پہلے چپ چاپ سنتی رہی، پھر بولی۔

"یہاں، اس محلے میں کس گھر میں کام کرتی ہیں آپ؟"

"یہ جو گلی کی نکڑ پہ سبز گیٹ والا گھر ہے نا باجی فرحت کا، وہاں کام کرتی ہوں جی۔ آپ اپنی تسلی کروالیں۔ میں جانتی ہوں آج کل حالات اچھے نہیں اور انجان بندے پر اعتبار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن میں کوئی ایسی ویسی عورت نہیں ہوں بی بی جی۔"

"ارے نہیں، ایسی کوئی بات نہیں....." نادیہ شرمندہ سی ہوگئی۔ شاید خالہ نے اس کی جانچتی نظروں کے جواب میں یہ وضاحت پیش کی تھی۔

"ٹھیک ہے خالہ، آپ آج دوپہر سے ہی آجایئے۔" کہہ کر وہ دروازہ بند کیے اندر آگئی۔ وہ عورت اسے شریف اور ضرورت مند لگی تھی مگر دل ہی دل میں اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ فرحت باجی کی طرف جا کر تصدیق ضرور کرلے گی کیونکہ آج کل کے دور میں واقعی کسی پر اعتبار کرنا مشکل تھا۔

دوپہر کو خالہ آگئی اور بڑی دل جمعی سے اس کے ساتھ سارا کام کروایا۔ شام کو وہ اتنا تھک چکی تھی کہ فرحت باجی کے گھر جانے اور ان سے نسرین خالہ کی بابت پوچھنے کا ٹائم ہی نہ ملا۔ سو اس نے یہ کام اگلے دن پر اٹھا رکھا۔

اگلے دن احمد کے آفس جانے کے چند گھنٹوں بعد چمگادڑ والا واقعہ رونما ہوگیا جسے لے کر نادیہ خاصی پریشان تھی۔

"ویسے خالہ ایک بات بتائیں، یہ گھر کب سے بند پڑا تھا؟" کسی سوچ کے زیر اثر نادیہ اس سے پوچھ بیٹھی۔

"کافی عرصے سے بند پڑا تھا۔ کوئی گاہک ہی نہیں لگتا تھا اس کا۔ محلے والے تو سب جانتے ہی تھے کیونکہ......" اپنی ہی رو میں بولتے بولتے وہ اچانک خاموش ہوگئی۔ نادیہ چونکی۔

"کیا مطلب؟ کیا جانتے تھے محلے والے..... اور آپ اچانک کچھ بتاتے بتاتے رک کیوں گئیں خالہ؟"

"پتا نہیں بی بی آپ ایسی باتوں پر یقین کرتی بھی ہیں یا نہیں..... مگر حقیقت تو یہی ہے کہ....." چند ثانیوں کے لیے وہ رکی پھر بولی۔ "بس بی بی جی! یہاں تو کئی لوگ آئے اور گئے..... آپ سے پہلے جو رابعہ باجی یہاں رہتی تھیں ان کے ساتھ بھی بہت برا ہوا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے، کئی عجیب وغریب واقعات تو میری آنکھوں کے سامنے رونما ہوئے تھے۔" بتاتے ہوئے خالہ اس کے قریب کھسک آئی۔ اس کی آواز سرگوشی سے بلند نہ تھی۔ وہ یوں بول رہی تھی جیسے کسی اور کے سن لینے کا خطرہ لاحق ہو۔ نادیہ دہل کر رہ گئی۔

"کک..... کک..... کیا؟" وہ بمشکل اتنا ہی بول پائی۔

"کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ گھر آسیب زدہ ہے۔ یہاں تو کوئی ٹکتا ہی نہیں۔ بڑے بڑے نقصان اٹھائے ہیں جی لوگوں نے جو یہاں رہ کر گئے ہیں۔ میں نے تو خود اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا تھا۔ رابعہ باجی نے اپنے تینوں بچے گنوا دیے۔ ہائے بیچاری! مجھے تو بڑا ترس آتا تھا جی ان کی حالت پر۔ نیم پاگل سی ہوگئی تھیں۔ یقیناً یہ گھر آپ کو بڑے سستے داموں ملا ہوگا۔" ساری باتیں بتا کر اس نے قیاس آرائی کی۔

"ہاں..... مگر....." نادیہ نے گھبرائی آواز میں اتنا ہی کہا تھا کہ خالہ بول اٹھی۔

"ہائے بے چاری باجی رابعہ....." خالہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور پھر سے شروع ہوگئی۔

"پہلے تو کئی دن گھر کی دیواروں پر خون کے چھینٹے پڑتے رہے۔ بڑے بڑے عاملوں کو لایا گیا۔ مگر قسمت میں جو لکھا ہو وہ تو ہوکر ہی رہتا ہے جی۔ ایک

www.urdupalace.com

رات اچانک ان کے تینوں بچے غائب ہو گئے۔ بڑا بیٹا دس سال کا تھا، اس کے بعد بیٹی تھی آٹھ سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا پانچ سال کا تھا۔ ہائے معصوم بچے۔ آج بھی سوچتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔''

''کیا مطلب؟ کیا راتوں رات تینوں بچے خود بخود گھر سے غائب ہو گئے؟'' نادیہ آلتی پالتی مارے صوفے میں دھنس بیٹھی۔ خوف سے مزید سمٹ کر رہ گئی۔ ایک ہاتھ سینے پر دھرا تھا۔

''ارے ہاں تو اور کیا..... صبح اٹھ کر دونوں میاں بیوی نے پاگلوں کی طرح انہیں ڈھونڈا۔ پورا گھر چھان مارا مگر بچے تو کہیں نہ ملے لیکن گھر کے پچھلے صحن کا نقشہ ہی اور تھا۔ صحن میں ایک ساتھ قطار میں تین قبریں بنی ہوئی تھیں.....''

''ہائے نہیں.....'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی تھی۔

''ارے آگے تو سنیے بی بی جی! رابعہ باجی تو خوف سے وہیں بے ہوش ہو گئیں۔ ان کے شوہر نے پاگلوں کی طرح آگے بڑھ کر قبریں کھود ڈالیں۔ ان کے تینوں بچے قبروں میں مردہ حالت میں پڑے تھے۔ اف کیا قیامت تھی جو ان دونوں پر ٹوٹی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ خدا ایسا دکھ دشمن کو بھی نہ دے۔'' خالہ نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا اور نادیہ کی تو وہ حالت تھی کہ کاٹو تو لہو نہیں۔ اس نے زندگی میں پہلی بار بے اولاد ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

''بس بی بی جی! سنا ہے کوئی ایسا زبردست آسیب ہے یہاں جو کسی کو بسنے بھی نہیں دیتا اس گھر میں۔ برباد کر کے رکھ دیتا ہے..... خدا آپ لوگوں کو محفوظ رکھے۔''

سکڑی سمٹی بیٹھی نادیہ سانس روکے، آنکھیں پھاڑے خالہ کی باتیں سن رہی تھی۔

''اور جب بچوں کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ بچوں کی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔''

''اوہ میرے خدا! تو کیا بچوں کو زندہ سلامت قبر میں گاڑ دیا گیا تھا؟'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''ہاں جی! سب یہی خیال کرتے ہیں۔ اور بچوں کی الم ناک موت سے ایک دن پہلے میں نے رابعہ باجی کے بیڈروم میں جو منظر دیکھا میری تو جان نکل گئی جی۔''

''کک..... کیا دیکھا خالہ آپ نے؟''

''ایک صبح میں صفائی کرنے باجی کے بیڈروم میں گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ عین بستر کے درمیان میں ایک کالا سر کٹا کتا پڑا تھا اور پورے بیڈ پر تازہ خون پھیلا ہوا تھا۔ میں الٹے قدموں واپس بھاگی۔ رابعہ باجی اس وقت کچن میں تھیں۔'' خالہ ابھی بات کر رہی تھی کہ بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی۔ گھنٹی بجانے کا وہ مخصوص سا اسٹائل احمر کا ہی تھا۔

''احمر آگئے۔'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''میں کھولتی ہوں دروازہ۔'' خالہ بات ادھوری چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نن..... نہیں..... خالہ میں کھولتی ہوں۔ بلکہ ہم دونوں اکٹھے چلتے ہیں۔'' مارے خوف کے نادیہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ دو منٹ بھی تنہا بیٹھنا اس کے لیے سوہان روح تھا۔

احمر کے آنے پر نادیہ نے خالہ کو چھٹی دے دی اور خود احمر کو لیے کمرے میں آگئی۔

''احمر! ہم سے تو بڑی غلطی ہو گئی جو یہ گھر خرید لیا۔'' پریشانی اور خوف سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

''ارے یار! کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ ایک چمگادڑ کو لے کر تم اتنا سیریس ہو رہی ہو۔ میں بھی بھاگم بھاگ آیا آفس سے کہ پتا نہیں محترمہ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا زندگی میں کبھی چمگادڑ نہیں دیکھی تم نے؟''

''یہ بات نہیں ہے کہ میں نے کبھی چمگادڑ نہیں دیکھی یا میں چمگادڑ سے ڈر گئی۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر چمگادڑ آئی کہاں سے اور پھر غائب کہاں ہو گئی؟''

''چمگادڑ ہی تھی، کوئی ہاتھی تو نہیں تھا جو کچن میں یا گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اور غائب ہونے کا کیا مطلب ہے۔ ارے بھئی اُڑ گئی ہو گی اِدھر اُدھر کہیں۔ تم پڑھی لکھی عورت ہو، دل میں ایسے وہم کیوں پال رہی ہو۔'' احمر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے خالہ [illegible]

www.urdupalace.com

بتائی ساری باتیں اس کے گوش گزار کر دیں۔

"یہ خالہ تمہیں حوصلہ دینے کے بجائے تمہیں ڈراتی رہی ہے کیا۔ عجیب جاہل عورت ہے یہ۔" وہ غصے سے بولا۔ "اور حیرت مجھے اس بات کی ہے کہ تم نے اس ان پڑھ، ضعیف الاعتقاد عورت کی باتوں پر یقین کر لیا۔ کمال ہے بھئی۔"

"یہ بات تو میں مانتی ہوں کہ وہ ان پڑھ عورت ہے مگر اس نے مجھے بڑا حوصلہ دیا ہے احمر۔ وہ نہ ہوتی تو شاید میں بے ہوش پڑی ہوتی اس وقت.... خالہ کی موجودگی سے میرے دل کو بڑا حوصلہ ہوا اور میرا دل کہتا ہے کہ خالہ کی ساری باتیں جھوٹ یا فرضی ہرگز نہیں ہیں..... بھلا وہ کوئی میری دشمن ہیں جو ایسے فرضی واقعات گھڑ گھڑ کر مجھے سنائیں گی۔ کچھ تو ہے۔ کچھ تو ہے ان واقعات کے پس پردہ۔"

"یار تمہارے منہ سے ایسی باتیں سوٹ نہیں کرتیں۔ تم تو ایک ایجوکیٹڈ عورت ہو۔ اگر کوئی ان پڑھ عورت ایسی باتیں کرتی تو مجھے حیرت نہ ہوتی۔" اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"اس کائنات پر جنات کے وجود سے تو انکار نہیں ہے نا آپ کو؟ اور ایک بات آپ مجھے بتائیں کہ ہمیں یہ گھر اتنا سستا کیوں ملا؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ اس علاقے میں زمین کا کیا ریٹ ہے اور اس حساب سے تو یہ گھر ہمیں کوڑیوں کے مول ملا ہے۔ آخر کیوں؟"

"نادیہ تم کیوں دو مختلف باتوں کو آپس میں گڈمڈ کر رہی ہو۔ تمہیں یاد ہوگا ڈیلر نے ہمیں بتایا بھی تھا کہ مالک مکان جلد از جلد بیرون ملک شفٹ ہونا چاہتا ہے اور اس کے پاس وقت بھی کم تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی جائیداد فروخت کرنے کے چکر میں تھا۔ اور پلیز اب یہ سوال مت اٹھانا کہ وہ اتنی جلدی بیرون ملک کیوں جانا چاہتا تھا، کیونکہ یہ اس کا پرسنل معاملہ تھا۔" احمر کی باتوں پر نادیہ نے مزید بحث کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ احمر اپنی ضد کا پکا ہے۔ وہ کبھی بھی سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرے گا۔

مگر وہ رات نادیہ پر خاصی بھاری گزری تھی۔ ساری رات وہ سو نہ سکی۔ کبھی اس کی آنکھوں کے سامنے سر کٹا کالا کتا آ جاتا اور کبھی بدصورت چمگادڑ۔ تین بچوں کو گھر کے پچھلے صحن میں قبریں بنا کر ان میں زندہ گاڑ دینے والی بات اس کے ذہن کی اسکرین پر ساری رات کسی فلم کی طرح چلتی رہی تھی۔

☆......☆

اگلے دن احمر کے دفتر جانے کے بعد وہ خالہ کا انتظار کرنے لگی۔ آج وہ معمول سے کچھ لیٹ ہوگئی تھی۔ آدھا گھنٹہ مزید انتظار کے بعد بھی جب وہ نہ آئی تو اس نے دھوپ لگوانے کے لیے بستر اٹھائے اور چھت پر جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ چھت کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اس نے چھت پر پہلا قدم رکھا، خوف و دہشت سے بے اختیار اس کی چیخ نکل گئی۔ ایک لمحے کے لیے وہ پتھرا کر رہ گئی۔ یہ سب اسے اپنی آنکھوں کا دھوکا محسوس ہو رہا تھا۔ پوری چھت اس وقت چھوٹے بڑے چمگادڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ بدصورت ہیئت کے بہت سے چمگادڑ چھت پر اڑتے، گرتے بڑا ہی ہیبت ناک منظر پیش کر رہے تھے۔ دن کی اس روشنی میں بھی اسے لگا جیسے وہ کوئی رات کے آخری پہر کا ڈراؤنا خواب ہے۔ ایک جھٹکے سے وہ الٹے قدموں نیچے بھاگ آئی تھی بستر تو سیڑھیوں پر ہی گر گیا تھا۔ کچھ دیر بعد خالہ آئی تو وہ ڈرتے ڈرتے دروازے تک گئی۔

"شکر ہے خالہ آپ آگئیں۔" وہ اس سے لپٹ گئی۔

"ارے کیا ہوا بی بی! خیریت تو ہے؟"

"بس خیریت ہی تو نہیں ہے خالہ۔" یہ کہہ کر اس نے سارا واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔

"ہائے میرے خدا۔" خالہ نے سینے پر دوہتھڑ مارا۔ "بی بی میری بات مانو تو یہاں سے چلی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ یہ آسیب تمہیں یا تمہارے شوہر کو کوئی جانی نقصان پہنچائے۔" وہ جو پہلے ہی خوف زدہ تھی خالہ کی بات سن کر مزید دہل گئی۔

شام کو احمر آفس سے آیا تو نادیہ آج کا تازہ واقعہ اس کو سنانے کے لیے بے چین تھی۔ اس نے خاموشی سے سارا واقعہ سنا۔ دل ہی دل میں وہ سوچ رہا تھا کہ نادیہ کو وہم ہو چلا ہے اور اب اس کے وہم کا علاج تسلی

www.urdupalace.com

کے اور کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ اسے اس بات کا احساس دلاتا کہ وہ مستقل وہم کا شکار ہوگئی ہے تو ایک نئی بحث کا آغاز ہو جاتا تھا، سو اس نے فی الوقت بات بدلنا ہی مناسب سمجھا۔

''تم فکر نہ کرو۔ اللہ خیر کرے گا۔ تم بس جلدی سے میرے لیے کھانا لگاؤ۔ بہت بھوک لگی ہے۔ میں جلدی سے نہا کر فریش ہو جاؤں۔'' یہ کہہ کر وہ واش روم میں گھس گیا۔ نادیہ مرے مرے قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

پندرہ منٹ بعد وہ واش روم سے باہر نکلا تو ششدر رہ گیا۔ اٹیچ واش روم کی دہلیز پر قدم رکھے وہ ساکت تھا۔ بستر کی چادر جو پندرہ منٹ پہلے بے داغ تھی اب اس پر جابجا تازہ خون کے دھبے تھے۔ وہ ٹھہرے ٹھہرے قدموں سے آگے بڑھا۔ خون کے تازہ سرخ قطرے کو انگشت شہادت سے چھوا اور چند لمحے بغور دیکھتا رہا۔ یکایک اسے احساس ہوا کہ خون اس کی انگلی کی پور سے بہہ رہا ہے۔ بالکل اسی جگہ سے جہاں سے اس نے بستر پر موجود خون کو چھوا تھا۔ اس نے کندھے پر پڑے تولیے سے انگلی صاف کی مگر خون دوبارہ بہنا شروع ہو گیا۔ کبھی وہ حیرت سے اپنی انگلی سے بہتے خون کو دیکھتا اور کبھی بستر پر موجود خون کے چھینٹوں کو۔ یہ وہم ہرگز نہ تھا۔ اگر یہی بات اسے نادیہ بتاتی تو وہ ہرگز یقین نہ کرتا اور اسے اس کا وہم قرار دے دیتا مگر اس غیر معمولی نوعیت کے واقعے نے فی الوقت اس کے حواس منجمد کر دیے تھے۔

''کھانا تیار ہے احمر، آجائیں۔ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہوں۔'' اپنی ہی رو میں بولتی وہ اندر داخل ہوئی لیکن اندر کا منظر دیکھ کر اس کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔

☆......☆

''جب تک خالہ نہ آجائیں آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر آفس نہ جائیے گا۔'' اگلے دن صبح ناشتے کے بعد نادیہ نے اسے بڑی فکرمندی سے کہا تھا۔ وہ رات دونوں نے تقریباً جاگتے ہی گزاری تھی۔

''فکر نہ کرو، میں تب ہی جاؤں گا جب خالہ آجائے گی۔ تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتا۔'' اس نے تسلی دی۔

''اور پلیز کچھ کریں احمر۔ کوئی اور گھر دیکھیں۔ ہمیں جلد از جلد اس گھر کو چھوڑ دینا چاہیے۔ پہلے تو آپ میری بات پر یقین نہیں کرتے تھے مگر اب تو آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیا ہے کہ اس گھر میں کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات رونما ہو رہے ہیں۔''

''تم فکر نہ کرو..... میں کچھ کرتا ہوں۔''

اسی وقت بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی۔

''لگتا ہے خالہ آگئیں۔'' نادیہ کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆......☆

شہروز اس کا کولیگ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھا دوست بھی تھا۔ آفس میں آکر چند ضروری کام نمٹانے کے بعد وہ شہروز کے کیبن میں چلا آیا اور سارے واقعات من و عن اس کے گوش گزار کر دیئے۔ وہ خاموشی سے سب سنتا رہا، پھر بولا۔

''بات تو خاصی تشویش ناک ہے۔ میں ایک بابا جی کو جانتا ہوں۔ مجھے پوری امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں تمہاری مدد ضرور کریں گے۔''

''پھر کب چلیں ان کے پاس؟'' اس نے بے تابی سے پوچھا۔

''جب تم کہو۔''

''ٹھیک ہے آج آفس سے واپسی پر چلتے ہیں۔'' وہ جھٹ سے بولا کیونکہ وہ جلد از جلد ان سے ملنا چاہتا تھا اور اب تو اسے بھی کافی حد تک یقین ہو چلا تھا کہ گھر میں ''کچھ تو ہے۔''

اس نے اپنی انگشت شہادت کو غور سے دیکھا جہاں ابتدائی طبی امداد کے بعد خون تو اب رک چکا تھا مگر ایک بڑا واضح زخم کا نشان وہاں موجود تھا جو اس کے لیے کسی معمے سے کم نہ تھا۔

☆......☆

احمر کے آفس سے آنے تک اس نے خالہ کو روک رکھا تھا کیونکہ تنہا رہنے کا سوچ کر ہی اس کے رونگٹے

www.urdupalace.com

کھڑے ہو جاتے تھے۔
اُس دن احمر آفس سے واپس آیا تو اس کے ہمراہ ایک لمبی سفید داڑھی والے بزرگ تھے۔ احمر نے نادیہ کو ایک طرف لے جا کر باباجی کے بارے میں بتایا تو اسے امید کی ایک کرن نظر آئی۔
باباجی پورے گھر کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ گھر کے تمام افراد، احمر، نادیہ اور حتیٰ کہ خالہ کو بھی گھور گھور کر دیکھتے رہے۔ پھر ہنکارا بھر کے بولے۔
''گھر میں کل کتنے افراد رہائش پذیر ہیں؟'' اس دوران وہ ہاتھ میں تسبیح لیے مسلسل کچھ پڑھتے چلے جا رہے تھے۔
''ایک سو بیس۔'' بے اختیار خالہ نسرین کے منہ سے نکلا۔ نادیہ اور احمر نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا۔ انہیں خالہ کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔ نادیہ کو خالہ سے اس بے وقوفی کی توقع نہ تھی۔ باباجی بھی پورے کے پورے خالہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہ گڑبڑا کر بولی۔
''معاف کیجیے گا..... میں مکان نمبر بتا بیٹھی..... یہ مکان نمبر ایک سو بیس ہے۔'' اس بودے جواز پر احمر اسے گھور کر رہ گیا۔ سوال گندم جواب چنا۔ خالہ بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔
''ہوں۔'' باباجی نے حسب عادت ہنکارا بھرا۔ پھر گھر کے در و دیوار کو بغور دیکھتے ہوئے بولے۔
''پورا کنبہ ہے۔ اچھی خاصی تعداد ہے بھئی۔''
''کیا مطلب باباجی؟ میں سمجھا نہیں۔'' وہ باباجی کو لیے ڈرائنگ روم میں آ گیا تھا اور نادیہ خالہ نسرین کو لیے بیڈروم میں چلی گئی۔
''سمجھا دیں گے۔ اتنی جلدی کاہے کی ہے۔ لیکن فی الحال اتنا ہی کہیں گے کہ اس گھر میں جنات کا بسیرا ہے۔ اور تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ میاں تمہارا کام ذرا مشکل ہے، مگر ہو جائے گا۔ ذرا دیر لگے گی مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تم کل آنا میرے پاس۔ ہم تمہیں کچھ تعویذات دیں گے اور ساری تفصیل بھی بتا دیں گے۔ اور جتنا زیادہ ہو سکے گھر میں قرآن کی تلاوت کیا کرو با آواز بلند۔ مصیبتوں سے بچے رہو گے۔ اچھا بھئی فی الحال ہمیں اجازت دو۔'' وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔
''اور ہاں میاں! ایک بات اور۔'' وہ جاتے جاتے رکے، پلٹے، پھر بولے۔ ''گھر کے تمام افراد پر کڑی نظر رکھنا۔'' یہ آخری بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ ان کی اس بات کا آخر کیا مطلب تھا اور گھر میں افراد ہی کتنے تھے؟ وہ سخت الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔

☆......☆

اگلا دن بڑا عجیب تھا۔ وہ آفس کے بعد فوراً باباجی کی طرف بھاگا مگر وہاں پہنچ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اسے یہ معلوم ہوا کہ باباجی آج ہی حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں۔ اس نے اسی وقت شہروز کو کال کر کے یہ اطلاع دی، وہ بھی حیران رہ گیا۔ اس بات نے احمر کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اچھے بھلے باباجی جنہیں وہ کل رات اپنے ساتھ گھر لے کر گیا تھا آج اس دنیا میں ہی نہ رہے تھے۔ بہت سے راز وہ اپنے سینے میں لیے ہی دنیا سے کوچ کر گئے تھے۔ انہوں نے آج اسے تعویذ دینے کے ساتھ ساتھ بہت سی باتیں بھی بتانی تھیں مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اور ان کی گھر کے افراد پر نظر رکھنے والی بات نے تو اسے خاصا بے چین کر رکھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ آج یہ عقدہ بھی کھل جائے گا مگر اس کی تو نوبت ہی نہ آئی تھی۔ بے حد رنجیدہ سا وہ گھر واپس آ گیا۔
''کیا بات ہے، خالہ جلدی چلی گئیں کیا آج؟'' گھر پر نادیہ کو اکیلا دیکھ کر اس نے استفسار کیا۔
''ہاں، ان کو کوئی کام تھا، میں نے بہت روکا مگر وہ بڑی منت سماجت کر رہی تھیں۔''
''اچھا، سب ٹھیک ہے نا گھر میں؟'' اس نے مخصوص سے لہجے میں پوچھا تھا۔
''ہاں اب تک تو ٹھیک ہے۔''
''ایک بری خبر ہے۔''
''کیا؟''
''باباجی انتقال کر گئے ہیں۔''
''کیا؟؟؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابھی کل تو وہ.....''
وہ بھونچکی رہ گئی۔ امید کی ایک کرن جو باباجی کی صورت میں سامنے آئی تھی اب ختم ہو گئی تھی۔

www.urdupalace.com

"اب کیا ہوگا؟" سینے پر ہاتھ رکھے وہ پوچھ رہی تھی۔

"اللہ خیر کرے گا.... وہ مالک ہے، کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکالے گا۔" احمر نے حسب معمول تسلی دی مگر نادیہ کی پریشانی میں رتی برابر فرق نہ آیا۔

اگلے دو دن خالہ نسرین غائب تھی۔ وہ دونوں حیران تھے۔ آخر وہ بغیر اطلاع کے گئی تو گئی کہاں؟ وہ دن دونوں پر خاصے بھاری تھے۔ احمر خوب تسلیاں دینے کے بعد بڑی دیر سے آفس جاتا اور پھر بھاگم بھاگ شام سے پہلے پہلے گھر واپس آجاتا۔ دن کا وہ حصہ نادیہ اکیلی بڑی اذیت سے گزارتی۔ ہر دم دھڑکا سا لگا رہتا تھا۔ خوف کے سائے منڈلاتے رہتے۔ اوپر سے روز کوئی نہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہونا بھی گویا لازم تھا۔ کبھی چھت سے کسی کے بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آتیں، کبھی کمرے کی کھڑکی سے چمگادڑوں کے پھڑ پھڑانے کی آوازیں اور یوں لگتا جیسے بہت سے چمگادڑ کمرے کی کھڑکیوں سے اندھا دھند ٹکریں مار رہے ہیں۔ کبھی پچھلے صحن سے بہت سی عورتوں کے قہقہے سنائی دیتے۔ زرد چہرہ لیے وہ خوف سے کانپتی رہتی۔ اور ہر رات ان کے بیڈ پر خون کے چھینٹے پڑنا تو معمول کی بات ہوگئی تھی۔ دونوں کی زندگی اجیرن ہوگئی تھی۔

تیسرے دن اس کے اعصاب جواب دے گئے، برداشت کی ہمت ختم ہوگئی تھی۔ اسے یاد آیا خالہ نے بتایا تھا کہ وہ گلی کی نکڑ پر فرحت باجی کے گھر میں بھی کام کرتی ہے۔ گھر میں ہونے والے پراسرار واقعات میں پھنس کر دماغ ایسا ماؤف ہوا تھا کہ وہ اب تک ان کے گھر بھی نہ جاسکی تھی۔ تیسرے دن احمر کے آفس جاتے ہی وہ نکل کھڑی ہوئی۔ فرحت باجی کو اپنا تعارف کرانے کے بعد اس نے خالہ نسرین کے بارے میں پوچھا تو وہ حیرت سے بولیں۔

"میں تو ہمیشہ سے ہی سارے گھر کا کام خود ہی کرتی ہوں..... آج تک کوئی کام والی نہیں لگوائی۔"

"کیا؟" وہ ششدر رہ گئی۔

"تو کیا آپ کسی خالہ نسرین کو نہیں جانتیں؟"

"نہیں تو.... میں نے تو کبھی یہ نام نہیں سنا، اس محلے میں جو دو تین عورتیں مختلف گھروں میں کام کرتی ہیں، ان کو تو میں اچھی طرح جانتی ہوں، اور مجھے تو اس محلے میں رہتے ہوئے پندرہ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔" فرحت باجی کی باتیں سن کر اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

پھر نسرین خالہ کون تھیں؟ کہاں سے آئیں اور کہاں گئیں؟ وہ حیرت زدہ، خوف میں ڈوبی گھر واپس آئی۔ اس وقت وہ اتنی حواس باختہ تھی کہ بیرونی دروازہ لاک کرنے کا ہوش بھی نہ رہا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ اسے یوں لگا وہ پتھر کی ہوگئی ہے۔ لاؤنج میں صوفے پر خالہ نسرین براجمان تھی۔ وہ حیران تھی، اول تو خالہ نے کبھی اتنی جرأت ہی نہ کی تھی کہ صوفے پر اتنے طمطراق سے براجمان ہو۔ دوسرا سوال یہ اٹھتا تھا کہ خالہ اندر کیسے آئی جب کہ وہ بیرونی دروازہ لاک کرکے فرحت باجی کے گھر گئی تھی۔

"خا..... لہ..... آ..... پ..... اندر..... تک..... کیسے؟" وہ بمشکل اتنا ہی بول پائی تھی۔ جواباً خالہ نے عجیب سے انداز میں زوردار قہقہہ لگایا۔ یہ ایک غیر انسانی قہقہہ تھا۔

نادیہ کا دل بند ہونے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے خالہ کی شکل تبدیل ہونے لگی۔ اس کی آنکھیں پھیل کر کانوں تک کھنچ گئیں اور نچلا جبڑا کھل کر یوں لٹک گیا جیسے فالج زدہ ہو۔

نادیہ مارے خوف کے بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔ یہ مناظر اس کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھے۔

"یہ گھر ہمارا ہے۔ ہم نے تمہیں بہت دفعہ سمجھانے کی کوشش کی کہ چلی جاؤ یہاں سے اپنے شوہر کو لے کر۔ چھوڑ دو یہ مکان۔ مگر تم لوگ نہیں سمجھے..... اور چلے تھے ہمیں یہاں سے نکلوانے...... ہاہاہا..... کہاں گیا وہ تمہارا بابا؟ اس کی بھی چھٹی کرادی ہم نے..... جو بھی ہمارے راستے میں آیا زندہ نہ بچ سکا۔"

شکل کے ساتھ ساتھ خالہ کی آواز بھی بدل گئی تھی۔

نادیہ آنکھیں پھاڑے دیکھ اور سن رہی تھی۔ اسے

www.urdupalace.com

سب کسی ڈراؤنے خواب کی مانند لگ رہا تھا۔ اچانک گھر کے پچھلے صحن سے شور کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر یکا یک بہت سی خوف ناک شکلوں والی عورتیں اور عجیب وغریب ہئیت والے بچے دھڑا دھڑ لاؤنج میں داخل ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا لاؤنج اس غیر انسانی مخلوق سے بھر گیا۔ پچھلے صحن سے مسلسل عجیب وغریب آوازیں آرہی تھیں جیسے وہاں ابھی بھی بہت سے لوگ موجود ہوں۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر ٹانگوں میں جیسے جان ہی نہ رہی تھی۔ فق چہرہ لیے وہ بامشکل دیوار کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچا پائی تھی۔

وہ عورت جس نے خالہ نسرین کے نام سے انسانی روپ دھار رکھا تھا اچانک نادیہ کے بے حد قریب آگئی۔ اس سے پہلے کہ وہ نادیہ کو چھوتی، وہ چکرا کر گری اور ہوش وخرد سے بیگانہ ہوگئی۔

☆......☆

بہت دیر سے اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔ بار بار کام سے توجہ بھٹک جاتی۔ شہروز نے اس کی بڑھتی ہوئی بے چینی نوٹ کی تو بول اٹھا۔

’’خیریت تو ہے یار! طبیعت تو ٹھیک ہے؟‘‘

’’ہاں ..... نہیں ..... پتا نہیں ..... پتا نہیں نادیہ اکیلی گھر میں کس حال میں ہوگی؟ خالہ بھی نہیں آرہی آج کل۔‘‘

’’تمہارا تو ذہن گھر میں ہی اٹکا رہتا ہے یار۔ کال کرلو گھر۔‘‘ شہروز کے کہنے پر اس نے گھر کال کی مگر نادیہ فون ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔ اس نے بار بار کال کی مگر جواب ندارد۔ اب اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا تھا۔

’’تم ایسا کرو، گھر کا ایک چکر لگا آؤ..... تب تک میں کام سنبھال لوں گا۔‘‘ شہروز کی تسلی پا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

گھر کے دروازے پر پہنچ کر وہ بڑا حیران ہوا۔ بیرونی دروازہ کھلا پڑا تھا۔ نادیہ اتنی لاپروا تو ہرگز نہ تھی کہ [illegible] اس طرح کھلا چھوڑ [illegible]

انہونی کا احساس ہوا تو وہ کھلا گیٹ پار کر کے اندر داخل ہوا۔ اندر سے آنے والی عجیب وغریب آوازوں نے اسے تیز تیز چلنے پر مجبور کر دیا۔ دروازہ کھول کر وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو اندر کا منظر دیکھ کر اس کی گھگی بندھ گئی مگر پھر نادیہ کو اس غیر انسانی مخلوق کے ہاتھوں میں دیکھتے ہی اس نے ہوش کے ناخن لیے۔ اپنے خوف پر قابو پانے کی کوشش کی تو اسے باباجی کی بات یاد آئی۔ آنکھیں بند کر کے اس نے باآواز بلند قرآنی آیات کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔ جو جو آیات اسے زبانی یاد تھیں وہ پڑھتا رہا۔ جب اسے کمرے میں خاموشی اور تنہائی کا احساس ہوا تو اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ نادیہ ایک کونے میں بے ہوش پڑی تھی۔ وہ برق رفتاری سے اس کی طرف بڑھا۔ اسے اٹھا کر باہر گاڑی تک لایا۔ گاڑی میں ڈال کر اس نے گاڑی فل اسپیڈ سے اسپتال کی طرف بڑھا دی۔

☆......☆

ڈاکٹروں کی انتھک کوششوں سے نادیہ کو بچا لیا گیا تھا۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ نادیہ کو گلا دبا کر مارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر اسے اسپتال لانے میں کچھ دیر ہو جاتی تو اسے بچانا ممکن نہ ہوتا۔ یہ عقدہ بھی کھل چکا تھا کہ باباجی نے گھر کے افراد پر نظر رکھنے کو کیوں کہا تھا۔ اس سارے واقعے کو احمر نے میڈیا اور پریس سے کیسے بچایا یہ ایک الگ کہانی ہے۔ آج اس واقعے کو کئی برس بیت چکے ہیں۔ نادیہ کے صحت یاب ہونے کے بعد ان دونوں نے غلطی سے بھی اس آسیب زدہ مکان میں قدم نہیں رکھا اور دوسرا مکان کرائے پر لے کر رہنے لگے۔ مگر اتنے سال گزر جانے کے بعد آج بھی اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے ایک محلے میں آج بھی وہ پراسرار مکان بڑی ہیبت سے کھڑا ہے۔ ویران اور خالی۔ شام کے بعد لوگ اس مکان کے آگے گزرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔

☆☆☆

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com